خوفناک کہانی

اماوس کا بھیڑیا



تحریر: معظم جاوید بخاری

اماوس کا بھیڑیا

تحریر: معظم جاوید بخاری

سیکائی شہر پہاڑوں کے درمیان خوبصورت وادی میں آباد تھا۔ اس شہر میں بے شمار عمارتیں اور باغات تھے۔ دنیا کی ہر سہولت عام میسر تھی۔ اسی لئے رات گئے تک شہر میں چہل پہل رہتی۔ ریستوران کھلے رہتے اور کھانے پینے کی محفلیں سجی رہتی۔ لوگ صبح دیر سے بیدار ہوتے اور رات گئے تک جاگتے رہتے تھے۔ سیاحت کے لحاظ سے بھی یہ شہر مشہور تھا۔ بڑی دور دور سے سیاح یہاں تفریح کیلئے آتے تھے۔ لیکن کچھ ایسا ہوا کہ شہر کی ساری رونقیں ماند پڑ گئیں۔ لوگ رات کو دیر تک باہر رہنا بھول گئے۔ سرِ شام ہی شہر کی سڑکیں ویران ہو جاتیں اور لوگ اپنے اپنے گھروں میں دُبک جاتے۔ عجیب سے



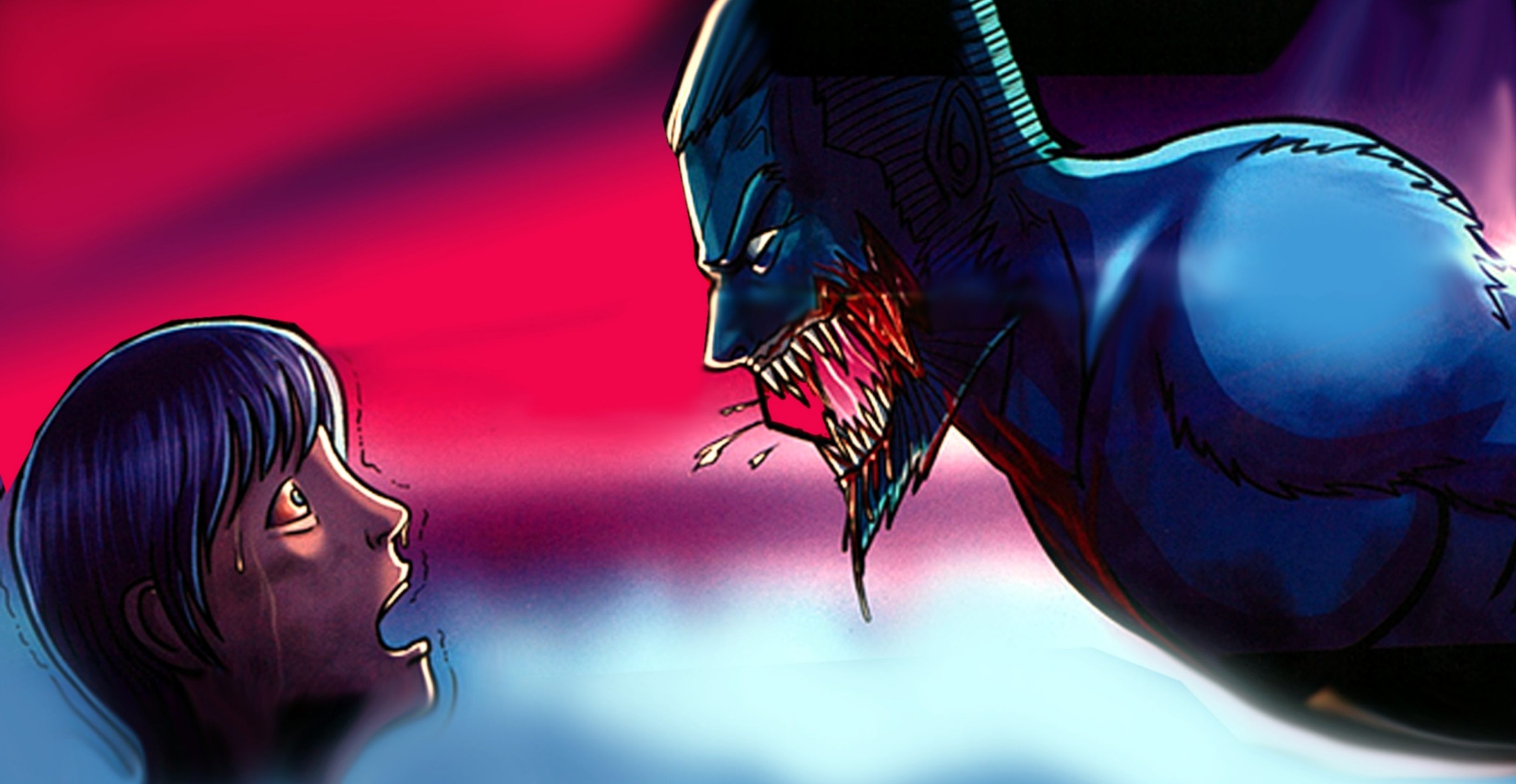


خوف کی فضا وہاں چھا چکی تھی۔ رات کی تاریکی میں کئی پُراسرار واقعے رونما ہو چکے تھے۔ پولیس اور انتظامیہ اس حوالے سے کافی پریشان تھی۔ راتوں کو پولیس کی گاڑیاں دھیمی رفتار سے سڑکوں پر گھومتی رہتیں مگر پھر بھی اگلی صبح کہیں نہ کہیں کسی عورت یا مرد کی مسخ شدہ لاش ملتی۔ لاش کی حالت دیکھ کر پولیس حکام یہی اندازہ لگا پائے تھے کہ یہ کسی خوفناک جانور کا کام ہے۔ ممکن ہے کہ کوئی تیندوا ہو یا پھر کوئی بھیڑیا۔ جگہ جگہ ناکے اور رات کا گشت بھی کسی کام نہ آیا۔ وارداتوں کا سلسلہ جاری رہا۔ لوگ اب نقل مکانی کے بارے میں سوچ رہے تھے جبکہ سیکائی شہر کی انتظامیہ اس معاملے میں کافی پریشان دکھائی دیتی تھی۔ وہ روزانہ لوگوں کی ڈھارس بندھواتے کہ بس آج ہی خونی درندہ پکڑ لیا جائے گا مگر ان کا دعویٰ ہر صبح ریت کا ڈھیر ثابت ہوتا۔

وہ چاند کی چودھویں رات تھی جب وکی نے اپنے گیس سٹیشن کو بند کیا۔ کافی رات ہو چکی تھی۔ وہ جلدی جلدی گھر پہنچنا چاہتا تھا۔ وہ عموماً سرِشام ہی گھر چلا جاتا تھا مگر آج گیس ٹینکر کے آجانے کے باعث کافی وقت خرچ ہو گیا تھا۔ گیس ٹینکر کے مالک نے جب اپنا کام مکمل کیا تو رات کے نو بج چکے تھے اور ہر طرف سناٹا چھا چکا تھا۔ وکی نے اس کے جانے کے فوراً بعد گیس سٹیشن کا کام سمیٹا اور اسے تالا لگا کر سڑک پر نکل آیا۔ وہ کچھ سہما ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ رات کی خونی وارداتیں اس کے علم میں تھیں۔ وہ سولہ سال کا نوجوان تھا مگر ڈر اور خوف اس کی بہادری پر غالب تھا۔ وہ سڑک کے کنارے چل رہا تھا۔ دور کہیں پولیس کار کے سائرن کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ اس نے اپنی جیب کو تھپتھپایا۔ شناختی کارڈ کو جیب میں پا کر اسے تسلی ہوئی۔ اگر شناختی کارڈ گیس سٹیشن میں رہ جاتا اور پولیس اسے سڑک پر دیکھ لیتی تو یقیناً اسے کافی پریشانی اُٹھانا پڑتی۔ اچانک اس کی نگاہ ایک شخص پر پڑی جو سپورٹس کیپ پہنے ہوئے تھا اور اس نے ہاف ٹی شرٹ پہن رکھی تھی۔ وہ تیز تیز

قدموں سے اس کے قریب سے گزرا۔ وکی کو اندازہ لگانے میں دیر نہیں لگی کہ وہ بھی اسی کی طرح سہما ہوا تھا اور جلدی جلدی اپنی کمین گاہ تک پہنچ جانا چاہتا تھا۔ آسمان پر گہرے بادل چھائے ہوئے تھے۔ اسی لمحے بادلوں کے بیچ میں سے چاند نے اپنا سر نکالا تو سڑک پر چاندنی پھیل گئی۔ اچانک وہ شخص زمین پر گر گیا۔ یہ دیکھ کر وکی ٹھٹک کر رُک گیا۔ وہ اس کی طرف دیکھ رہا تھا اور سوچ رہا تھا کہ کیا وہ اس شخص کی مدد کرے یا اسے یونہی چھوڑ کر اپنا راستہ ناپے۔ وہ شخص زمین پر جھکے ہوئے تیز تیز سانسیں لے رہا تھا۔ اس نے اپنا چہرہ گھمایا تو اس کی نگاہ وکی پر پڑی۔ وہ کراہتی ہوئی آواز میں چلایا۔ ''بھاگ جاؤ لڑکے یہاں سے.....!'' وکی اس کی آواز سن کر مزید پریشان ہو گیا۔ اسے کسی قسم کا دورہ پڑا تھا جو وہ بری طرح کراہ رہا تھا۔ وکی کو آگے بڑھ کر اس کی مدد کرنا چاہئے تھی مگر وہ شخص اسے وہاں سے بھاگنے کا مشورہ دے رہا تھا۔ عجیب سی صورت حال دیکھ کر وکی کسی فیصلے پر نہ پہنچ سکا۔ اس شخص کی کراہیں اب خراہٹوں میں بدل رہی تھیں۔ وہ حلق سے عجیب سی خراہٹیں نکال رہا تھا۔





وکی کو احساس ہوا کہ معاملہ ویسا نہیں جیسا وہ سمجھ رہا ہے۔ اسے وہاں سے فوراً بھاگ جانا چاہئے۔ وہ تیزی سے مڑا اور بھاگنے کی کوشش کرنے لگا۔ چند قدم دور پہنچ کر وہ اپنے ہی پاؤں سے الجھ گیا اور وہ منہ کے بل زمین پر دھڑام سے گر گیا۔ اس نے غیر ارادی طور پر مڑ کر دیکھا تو وہ شخص کچھ دور سایہ کی صورت میں دکھائی دیا۔ وکی کے بدن کی سنسنی سی پھیل گئی کیونکہ وہ شخص اپنے جسم کے حجم سے کچھ بڑا اور عجیب سا دکھائی دے رہا تھا جیسے کوئی جانور ہو۔ وکی نے خود کو سنبھالنے کی کوشش کی اور جلدی سے اُٹھ کر اپنے پاؤں پر کھڑا ہو گیا۔ وہ پیچھے مڑ کر دیکھنے کی کوشش بھی نہیں کر رہا تھا۔ اس نے اپنا سانس روکا اور بھاگتے قدموں سے سڑک کا فاصلہ طے کرنے لگا۔ وہ چند ہی قدم آگے بڑھ پایا تھا کہ اسے اپنے عقب میں کسی کی موجودگی کا احساس ہوا۔ اس کے قدم لڑکھڑانے لگے اور خوف نے اس کے پورے وجود کو اپنی گرفت میں جکڑ لیا۔ وہ جو کوئی بھی تھا کافی پھرتیلا ثابت ہوا۔ وہ وکی کو عبور کر کے اس کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا۔ وکی کی نگاہ جب اس پر پڑی تو اس کے منہ سے گہری چیخ نکلی۔ وہ سات فٹ اونچا عجیب سا انسان تھا جس کا تمام جسم نیلے رنگ کا تھا اور بدن پر کوئی کپڑا نہ تھا۔ بدن کی جلد عجیب سے کھردری تھی جیسے اس نے کچھوے کا خول پہن رکھا ہوا۔ اس کا چہرہ تو ہرگز انسانی نہیں تھا۔ لمبی تھوتھنی نکلی ہوئی تھی جس پر تیز دھار کے لمبے اور نوکیلے دانت واضح دکھائی دے رہے تھے۔ ان دانتوں کے درمیان میں سے لمبی سانپ جیسی دوشاخہ زبان ہوا میں لہرا رہی تھی۔ اس کی کمر پر چار چار انچ لمبے کانٹے دکھائی دے رہے تھے۔ وکی تو اس عجیب و غریب درندے کو دیکھ کر سن ہو چکا تھا۔ وہ نہ تو بھاگ پا رہا تھا اور نہ ہی کوئی اور حرکت کر پا رہا تھا۔ وہ خونی درندہ چمکتی ہوئی سرخ آنکھوں سے وکی کو گھور



رہا تھا۔ وکی خوف سے کانپنے لگا۔ وہ غیر شعوری طور پر ایک ایک قدم پیچھے ہٹنے لگا۔ خونی درندہ وہیں ساکت کھڑا اسے پیچھے ہٹتا دیکھ رہا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ اس کی بے بسی کا مزہ لے رہا ہو۔ اگر وہ وہیں سے جست لگا تا تو وکی اس کے بھاری بھر کم جسم کے نیچے پس جاتا۔ وکی چند قدم مزید پیچھے ہٹ گیا۔ اب اس کے حواس کچھ سنبھل گئے۔ وہ اس خونی درندے کو دھوکہ دے کر نکل جانے کا منصوبہ بنا رہا تھا کہ گہری خاموشی میں تین زوردار دھماکے ہوئے اور وکی کو اپنا دل بند ہوتا ہوا محسوس ہوا۔ وہ زمین پر ڈھیر ہو گیا۔ اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا چکا تھا۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا........

جانی کافی لمبے چوڑے جسم کا مالک تھا۔ سیکائی شہر میں اسے بڑی شہرت حاصل تھی۔ وہ باکسر ہونے کے ساتھ ساتھ چھٹا ہوا غنڈا بھی تھا۔ پولیس اس کے بدمعاشی کا حال خوب جانتی تھی مگر اس کے خلاف کوئی ثبوت نہ پا کر اس کے خلاف کارروائی کرنے سے قاصر تھی۔ یہی وجہ تھی کہ وہ شہر میں کھلے عام دندناتا پھرتا تھا۔ جانی اپنے پرائیویٹ ریستوران میں بیٹھا کھانا کھا رہا تھا کہ اس کے موبائل کی گھنٹی بجی۔ اس نے چونک کر گھڑی کی طرف دیکھا رات کے دس بجے تھے۔ فون اس کے ایک گاہک کا تھا جو اپنی حفاظت کیلئے اسے بھاری معاوضہ ادا کرتا تھا۔ ''اس وقت اسے کیا ضرورت پڑ گئی؟'' جانی منہ میں بڑبڑاتا ہوا بولا۔ اس نے فون کھولا تو دوسری طرف سے کوئی آواز نہ سنائی دی۔ اس نے دو تین بار ہیلو ہیلو کیا مگر کوئی جواب نہیں ہوا۔ جانی کو معاملہ کچھ گڑبڑ لگا تو تیزی سے اپنی جگہ سے اُٹھا اور چمڑے کی جیکٹ پہن کر اپنے ریستوران سے باہر نکل آیا۔ وہ جلدی جلدی اپنے اس گاہک کے پاس پہنچ جانا چاہتا تھا جو تین گلیاں دور رہتا تھا۔ اس نے بائیک نکالنے کی کوشش ہی نہیں کیونکہ وہ کافی شور کرتی تھی۔ وہ تیز تیز قدموں سے چلتا ہوا سڑک عبور کرنے لگا اچانک وہ ٹھٹک سا گیا۔ سامنے کا منظر ہی کچھ الگ تھلگ تھا۔ ایک عجیب الخلقت انسان کسی نوجوان کو گھیرے ہوئے تھا۔ جانی کو یاد آ گیا کہ شہر میں خونی وارداتیں ہو رہی ہیں۔ کہیں یہ عجیب الخلقت انسان تو ان کے پیچھے نہ ہو۔ وہ دبے قدموں سے اس کی طرف بڑھنے لگا۔ اس نے دیکھا کہ نوجوان خوفزدہ ہے اور پیچھے ہٹ رہا ہے۔ یہ موقع بالکل صحیح تھا۔ اس نے جلدی سے اپنا ریوالور نکالا اور اس عجیب الخلقت انسان کا نشانہ لے کر اوپر تلے تین گولیاں اس پر برسا دیں۔ اس کے اندازے کے عین مطابق تینوں گولیاں اس کی کمر



میں لگی تھیں اور وہاں سے خون بہنے لگا تھا۔ اسی لمحے عجیب الخلقت انسان مڑا اور جانی کو کھا جانے والی نگاہوں سے دیکھنے لگا۔ اس کے منہ سے غراہٹیں برآمد ہو رہی تھی۔ جانی کو یوں لگا جیسے وہ انسان کے روپ میں بھیڑیا ہو۔ یہ غراہٹیں اس نے عموماً بھیڑیوں کے منہ سے ہی نکلتی سنی تھیں۔ اس نے تیزی سے ریوالور کو جھٹکا اور اس میں گولیاں بھریں اور ایک بار پھر اس پر کئی فائر کئے۔ گولیاں اس کے جسم میں گھستی چلی گئی مگر ایسا لگتا تھا جیسے اس پر گولیوں کا کچھ اثر نہ ہوا ہو، وہ سیدھا اور تنا ہوا کھڑا تھا۔ اس نے ہوا میں قلابازی کھائی اور اگلے ہی لمحے وہ جانی کے سر پر پہنچ گیا۔ جانی نے سڑک کی طرف دیکھا تو اسے وہاں نوجوان وکی بے ہوش پڑا دکھائی دیا۔ جانی اب پوری طرح چوکنا اور تیار تھا۔ وہ اس عجیب الخلقت انسان کا مقابلہ کرنے کیلئے چاق وچوبند دکھائی دے رہا۔ جونہی خونی درندے نے جانی پر حملہ کیا تو اس کا دایاں مکا حرکت میں آیا اور پوری قوت کے ساتھ عجیب الخلقت انسان کے جبڑے پر پڑا۔ اس کا منہ دوسری طرف گھوم گیا۔ اگر اس کی جگہ کوئی انسان ہوتا تو وہ مکا کھا کر یقیناً اپنی گردن تڑوا بیٹھتا۔ جانی کو اندازہ ہو گیا کہ مدمقابل سے مقابلہ آسان بات نہیں۔ اس نے لمحہ ضائع بغیر اس کے پیٹ میں ٹھوکر لگائی اور پھر تابڑتوڑ اسے کے چہرے پر مکے برسانے لگا۔ عجیب الخلقت انسان اس ناگہانی آفت سے چند قدم پیچھے ہٹ گیا اور ناک پھلا کر اپنے غصے کا اظہار کرنے لگا۔ اس نے ہوا میں الٹی قلابازی کھائی اور جانی پر ٹوٹ پڑا۔ جانی پوری طرح ہوشیار تھا۔ اس نے ہوا میں اچھل کر فلائنگ کک پورے زور سے اس کے جبڑے پر دے ماری۔ کھٹاک کی آواز فضا میں گونجی۔ خونی درندے کے کئی دانت ٹوٹ کر زمین پر جا گرے۔ جانی کو معلوم تھا کہ اگر اس نے ذرا سی ہی

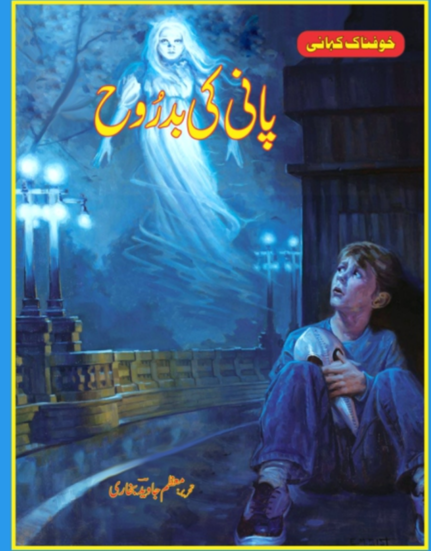


سستی دکھائی تو وہ خونی درندہ اس پر غالب آ جائے گا۔ اس لئے وہ مسلسل اس پر وار کرتا چلا گیا۔ یہاں تک کہ وہ اسے زمین پر گرانے میں کامیاب ہو گیا۔ اس کی ٹانگیں حرکت کرتی رہی اور وہ اس کے پہلوؤں میں کاری ضربیں لگا تا رہا۔ یہ سلسلہ زیادہ دیر نہ چل سکا کیونکہ ایک بھاری جال اس عجیب الخلقت انسان پر پھینک دیا گیا تھا۔ جس میں الجھ کر وہ ہاتھ پاؤں مارنے لگا۔ گولیوں کی آواز سن کر گشت کرنے والی پولیس خبردار ہو گئی تھی۔ انہوں نے آواز سے سمت کا اندازہ لگایا اور تیز رفتاری سے وہاں پہنچ گئے جہاں جانی اور خونی درندے کا مقابلہ جاری تھا۔ پولیس کو چونکہ پہلے سے شک تھا کہ یہ کسی جانور کی وارداتیں ہو سکتی ہیں اس لئے انہوں نے مضبوط جال کا انتظام کر رکھا تھا۔ اس عجیب الخلقت انسان کو دیکھ کر انہوں نے پھرتی دکھائی اور اسے جال کی گرفت میں لپیٹ لیا۔ جانی پولیس کو دیکھ کر رُک گیا۔ اس کی سانسیں پھولی ہوئی تھیں۔ وہ زمین پر بیٹھ کر گہری سانسیں لینے لگا۔ اس نے ہاتھ کے اشارے سے بے ہوش وکی کی طرف اشارہ کیا۔ دو پولیس اہلکار جلدی سے وکی کی طرف



بھاگے۔انہوں نے اسے بے ہوش پا کر شکر کا کلمہ ادا کیا۔ایک سپاہی جھک کر روکی کو ہوش میں لانے کی تدبیر کرنے لگا۔عجیب الخلقت انسان پورا زور لگا رہا تھا کہ جال توڑ کر بھاگ نکلے مگر اس کی کوئی کوشش کارگر ثابت نہ ہوئی۔اس کے جسم سے خون بہہ رہا تھا اور وہ غصے سے چیخ رہا تھا۔اس شور شرابے کے باوجود شہر کے باسیوں میں سے کسی کی ہمت نہ ہوئی کہ وہ باہر سر نکال کر یہ دیکھ لیتے کہ کیا ہو رہا تھا؟ پھر دیکھتے ہی دیکھتے خونی درندے کی حرکات میں سستی پیدا ہونا شروع ہوگئی اور نقاہت کے آثار دکھائی دینے لگے۔حیرت انگیز طور پر اس کا نصف دھڑ یعنی دایاں حصہ انسانی صورت میں بدل گیا جبکہ بایاں دھڑ بھیڑیے جیسا رہا۔گولیوں کا زہر اس کے جسم میں پھیل چکا تھا اور وہ دم توڑ چکا تھا۔اگلی صبح اس کی لاش کو شہر کے لوگوں کو دکھائی گئی اور ٹی وی میں خوب خبریں نشر کی گئیں۔بھیڑیائی انسان کی ہلاکت سے شہر کا کھویا ہوا وقار واپس آ سکتا تھا۔جانی کو اس کی بہادری پر بھاری انعام دیا گیا۔

بچوں کیلئے خوفناک اور سنسنی خیز کہانیاں





















الاسد پبلی کیشنز
فضل الٰہی مارکیٹ چوک اُردو بازار لاہور
Ph: 042-37224472